Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم و حکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

غَفْرٌ کے معنی ہیں چھپانا، پردہ ڈالنا۔ غَفَرَ الْمَتَاعَ فِی الْوِعَاءِ سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپا دینا اور اس طرح اس کی حفاظت کرنا۔ (تاج العروس) اِصْبَغْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَغْفَرُ لِلْوَسَخِ کپڑے کو رنگ لو کیونکہ وہ میل کچیل کو زیادہ چھپانے والا ہے۔ اِغْفِرُوا هٰذَا الْاَمْرُ بِغَفْرَتِهٖ کے معنی یہ ہیں کہ اس معاملہ کو اس طرح چھپا دو جس طرح چھپانے کا حق ہے۔ (مفردات راغب اصفہانی) اَلْغَفْرُ وَالْغُفْرَانُ ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ (ابن فارس) اس سے مَغْفِرَۃٌ کے معنی واضح ہو جاتے ہیں یعنی حفاظت میں آ جانا۔

ہمارے ہاں مَغْفِرَۃٌ کے معنی لیے جاتے ہیں "خدا کا بندے کے گناہوں کو بخش دینا" وہ کچھ بھی کام کرتا رہے اور بولتا رہے کہ اللہ بخش دے گا۔ اس طرح کہنے سے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ "بخشش" کا عام مروج تصور قرآن کریم کے پیش کردہ قانون مکافاتِ عمل کے خلاف ہے۔ قانون مکافات کی رو سے انسان کا ہر عمل ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ غلط عمل مضر نتائج پیدا کرتے ہیں اور صحیح عمل خوشگوار نتائج۔ انسان کو وہ نتائج بھگتنا ہوتے ہیں۔ انسان عبادات میں کوتاہی کرے تو وہ بخشش کی دعائیں کرتا ہے یا دعائیں منگواتا ہے۔ یہاں تک بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن انسان اگر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین کا انحراف کرے۔ ان کی حکم عدولی کرے اور انسانوں کے حقوق کی خلاف ورزی، انسانوں کی حق تلفیاں کرے اور پھر اس کی بخشش کی دعائیں کرتا رہے یا کرواتا پھرے تو اس طرح کے ناہموار اعمال کی بخشش بے معنی سی بات ہے۔ "بخشش" کا یہ تصور ملوکیت کی فضا کا پیدا کردہ ہے جس میں بادشاہ خوش ہو کر مجرموں کے گناہ بخش دیا کرتا تھا۔ اس کے برعکس اسلام ایک ذمہ دارانہ زندگی اور اس کی جوابدہی کے تصور کو پیش کرتا ہے۔

جنت بھیجتے وقت جنتیوں کو کہا جائے گا

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ (الزخرف:۷۲)

"یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے اعمال کے بدلے میں مالک بنایا جاتا ہے۔"

یعنی قرآن کی رو سے جنت اعمال کے بدلے میں ملتی ہے۔

قرآن کریم کی رو سے "جنت" انسانی اعمال کا فطری نتیجہ ہے۔ یہ کسی کو "بخشش" کے طور پر نہیں مل سکتی۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ ایمان کے مطابق اعمال صالحہ کے نتیجہ میں انسان کے اندر توانائی پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کی شخصیت کی تعمیر ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ تخریبی قوتوں کے مضر اثرات سے محفوظ رہتا ہے اور سلامتی پاتا ہے۔ یہ ہے مَغْفِرَت کا قرآنی مفہوم۔

ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ جو شخص کمزور ہو جاتا ہے اس پر ہر بیماری فوراً حملہ کر دیتی ہے۔ اس میں قوت مدافعت باقی نہیں رہتی۔ وہ جراثیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ وہ ان جراثیم کا مقابلہ کر سکے۔ اس قسم کی طاقت کا اپنے اندر پیدا کر لینا استغفار ہے۔ یہ مدافعت ایسے کام کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے جس سے انسانی صلاحیتوں میں نشوونما پیدا ہو جائے۔ خدا غفور ہے۔ یعنی اس کے قانون پر عمل پیرا ہونے سے اس قسم کی قوتِ مدافعت اور سامان حفاظت مل جاتا ہے۔ اور مومنین کا شیوہ استغفار ہے۔ یعنی اس قسم کی قوت اور حفاظت کا طلب کرتے رہنا۔ اس کے لیے جدوجہد کرتے رہنا۔ لہٰذا قرآن کریم میں مَغْفِرَۃٌ اور غُفْرَانٌ کے معنی ہونگے حفاظت اور پناہ غَافِرٌ، غَفُوْرٌ اور غَفَّارٌ کے معنی ہونگے حفاظت دینے والا۔ محفوظ رکھنے والا، اس فرق کے ساتھ کہ غَافِرٌ اسم فاعل ہے اور غَفُوْرٌ وغَفَّارٌ اسم مبالغہ۔ استغفار کے معنی ہونگے حفاظت طلب کرنا۔

جب قرآن حکیم کہتا ہے کہ

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ (آل عمران:۱۳۳)

"اور اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف لپکو۔"

تو اس سے مراد ہے اس کی حفاظت کے دامن کو پکڑو، اس کی حفاظت کے قوانین کی پناہ میں آؤ۔

وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (آل عمران:۱۳۵)

"اور خدا کے سوا گناہ سے پناہ اور حفاظت بھی کون دے سکتا ہے۔" اور کبھی غَفَرَلَہٗ کے معنی کسی کو درگزر کرنا ہے جیسے فرمایا:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ (الجاثیہ:۱۴)

"مومنوں سے کہہ دو کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کی (جو اعمال کے بدلے کے لیے مقرر ہیں) توقع نہیں رکھتے ان سے درگذر کریں۔" حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے بار بار کہا کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اس کی حفاظت کے دائرہ میں آؤ:

وَ اِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ (نوح:۷)

"میں نے جب ان کو تیری مغفرت کے لیے پکارا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیں۔" یہاں متشرح ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو استغفر اللہ کا ورد کرنے کی دعوت نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی فرمانبرداری کی طرف بلایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے یہ کہا کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۝ (نوح:۱۰)

"اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنیوالا ہے۔" یہاں صرف زبان کے ساتھ مغفرت مانگنے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ زبان اور عمل دونوں کے ساتھ معافی طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بنا پر بعض نے کہا ہے کہ صرف زبان سے بخشش طلب کرنا کذاب آدمیوں کا کام ہے اور یہی معنی آیت کریمہ:

ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ (المؤمن:۶۰)

"کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" میں ادْعُوْنِیْٓ کے ہیں۔

قرآن میں ہے:

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ (المؤمن:۷)

"اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔" یہاں پر ملائکہ کا اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانیوں کے قانون کے تحت مومنین کے لیے حفاظت کا مانگنا ہے۔

یہ سورۃ المؤمن میں ملائکہ کی ذمہ داریوں کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ (آیت:۷)

"وہ فرشتے جو عرش الٰہی کے حامل ہیں اور جو اس کے گرداگرد ہیں یہ سب اپنے رب کی (دی ہوئی ذمہ داریوں کی) تسبیح (سرانجامی) میں لگے ہوئے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنون کے حق میں اللہ (کے قوانین) سے سلامتی چاہتے ہیں۔"

یہ عرش کے گرداگرد موجود ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد جن ذمہ داریوں کی سرانجامی میں مصروف عمل ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی اپنی رحمتوں اور مہربانیوں کے قوانین کی روشنی میں سلامتی کے طلبگار ہیں اِن کا اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے (تَابُوْا) اسی کے سیدھے راستے پر چلنے (وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ) والوں کی حفاظت میں آ جانے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ لوگ عذاب جہنم سے بچ سکیں اور جنت کی زندگیوں کے حقدار بنیں۔

جس طرح ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانیوں کا یہ ریکارڈ بنانے والے ملائکہ ڈیوٹی پر مامور ہیں اسی طرح کے ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان ایمان والوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں تو ان کے نتیجہ

میں ان کے لیے حفاظت میں رکھنے کا نظام ہے۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ (الرعد:۱۱)

"انسان کے آگے اور پیچھے ایک کے بعد ایک آنے والی (قوتیں) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتی ہیں۔"

یہ حفاظت کا نظام اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے اس نظام میں آجانا مَغْفِرَۃٌ کا اصل مفہوم ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حفاظت کے نظام میں آنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ دعا صرف الفاظ دہرانے کا نام نہیں ہے بلکہ دعا کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کرنے سے اس کی مدد چاہنا ہے۔ جب عرش کے گرداگرد موجود ملائکہ بھی مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کی روشنی میں حفاظت کے نظام کو اور ڈیوٹی کو سنبھالتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ اگر دن میں ستر بار استغفار کرتے تھے تو اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے قوانین کی اطاعت میں ان کی کارسازی کا یقین مستحکم کرتے تھے۔ ان کا ہر لمحہ اسی فکر اور تگ و دو میں گذرتا تھا۔

قرآن حکیم میں مغفرت یعنی سلامتی والی زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلے سنا دیے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (المائدہ:۹)

"جو لوگ ایمان لائیں اور عمل صالح کریں اللہ نے ان کی مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

سورۃ النور میں عفت و عصمت کی زندگی کے لیے مغفرت کی زندگی (آیت:۲۶)

سورۃ الانفال میں ایمان وجہد و نصرت کی صورت میں مغفرت کی زندگی (آیت:۷۴)

سورۃ الحجرات میں قلوب کے تقویٰ کے امتحان میں کامیابی پر مغفرت کی زندگی (آیت:۳)

سورۃ فاطر میں ایمان اور عمل صالح پر مغفرت کی زندگی (آیت:۷)

سورۃ سبا میں ایمان اور عمل صالح پر مغفرت کی زندگی (آیت:۴)

سورہ ہود میں صبر اور عمل صالح پر مغفرت کی زندگی (آیت:۱۱)

سورۃ المائدہ میں ایمان اور عمل صالح پر مغفرت کی زندگی (آیت:۱)

سورۃ الملک میں جو اپنے رب سے غیب میں رہتے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت کی زندگی (آیت:۱۲)

سورۃ النور میں قرابت داروں، مساکین اور مہاجرین کے لیے خرچ کرنے پر مغفرت کی زندگی (آیت:۲۲)

سورۃ الاحزاب میں سچی بات کہنے اور اللہ کے قوانین ماننے پر مغفرت کی زندگی (آیت:۷۱)

سورۃ شوریٰ میں کبائر اور فواحش سے اجتناب پر مغفرت کی زندگی (آیت:۳۷)

سورۃ مزمل میں صلوٰۃ، زکوٰۃ اور اللہ کو قرض حسن پر مغفرت کی زندگی (المزمل:۲۰)

قرآن حکیم کی یہ تمام آیات ایمان او عمل صالح کے نتیجہ میں مغفرت کا بیان کرتی ہیں۔

قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ عفت و عصمت کی زندگی گذارنے والوں کے لیے سلامتی / مغفرت کی زندگی ہے۔

وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ (النور:۲۶)

قرآن نے بتایا ہے کہ ایمان، جہاد اور نصرت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے نظام میں رہیں گے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۴﴾ ﴿الأنفال: ۷۴﴾

اسی طرح کی اور بھی بہت ساری آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے مغفرت کا قانون ہمارے لیے رہنمائی کرتا ہے۔

اَلْغَافِرُ وَالْغَفُوْرُ اسمائے حسنیٰ سے ہیں۔ اور ان کے معنی گناہوں کا بخشنے والا چنانچہ فرمایا: غَافِرِ الذَّنْۢبِ (المؤمن: ۳) "جو گناہ بخشنے والا ہے۔" اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۵﴾ (فاطر: ۳۵) "وہ تو بخشنے والا قدردان ہے۔" وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۷﴾ (یونس: ۱۰۷) "اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔" اور غَفِیْرَةٌ بمعنی غُفْرَانَ ہے اسی سے فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ (ابراہیم: ۱۴) "اے پروردگار (حساب کتاب کے دن) مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دیجیو۔" اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ (الشعراء: ۸۲) "میرے گناہ بخش دے گا۔"

❖❖